بسم اللہ الرحمٰن الرحیم        نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

**تاریخ:**

**شاہد حسین نمبر: ۱۰**

# زندہ خدا پر ایمان اور اُس کے اثرات

## تقریر: حضرت صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب بر موقع جلسہ سالانہ ۱۹۶۳ء

تشہد تعوذ کے بعد سورۃ المجادلہ کی مندرجہ ذیل آئت ۲۲ کی تلاوت کی اور تقریر کا آغاز کیا۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (المجادلہ۔ آیت ۲۲)

قرآن کریم جس خدا پر ایمان لانے کی ہمیں دعوت دیتا ہے اور جس کے دامن سے وابستگی اور جس کے حضور میں کمال انکسار اور حد درجہ کی محبت اور سوز اور گداز سے جُھک جانے اور جس کی ذات سے عبودیت اور اخلاص کا تعلُق قائم کرنے کو ہمیشہ کی زندگی اور دائمی راحت اور حقیقی نجات کا ذریعہ بتاتا ہے اور جس کے وجہ کریم اور حُسن اور احسان کا گرویدہ اور دلدادہ ہمیں بنانا چاہتا ہے، وہ زندہ، ازلی ابدی، حیّ و قیوم خدا ہے۔ وہ ایسا نہیں کہ اس کا وجود ہمارے ذہن اور وہم کا اختراع ہو اور خارج میں اس کے وجود کے آثار مشہود و محسوس نہ ہوں۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس کی ذات ہر قسم کے حدوث اور تغیُر و تبدُل سے پاک ہے۔ نہ اس کا کوئی بیٹا ہے نہ باپ۔ اس کے حسن اور احسان میں اور اس کی ذات اور صفات میں کوئی اس کا مثیل و ہمسر و شریک نہیں۔ سب خوبیاں اسی کی ذات میں پائی جاتی ہیں اور ہر حمد کا اور ہر دم حمد کا وہی سزاوار ہے۔ وہ مبدء ہے تمام فیوض کا اور سرچشمہ ہے ہر خیر و خوبی کا۔ خوبی اور محبوبی، اور بڑائی اور عظمت اور جلال اور کبریائی اور عزت اسی کی ذات میں پائی جاتی ہے۔ وہ کان ہے ہر حسن کی اور وہ خالق و مالک و موجد ہے تمام موجودات کا اور جان ہے ہر جان کی۔ وہ سبوح و قدوس اور ہر عیب اور نقص سے پاک اور ہر قسم کے ضعف اور کمزوری سے بکلی مبرا ہے۔ وہ جامع ہے تمام کمالات کا اور موصوف ہے تمام صفات حسنہ کا۔ اور مرجع ہے ہر ایک امر کا۔ کوئی چیز اس کی مرضی کے بغیر جنبش نہیں کر سکتی۔ وہ مالک الملکوت ہے۔ آسمان اور زمین پر اسی کی بادشاہی ہے۔ زمین پر کچھ نہیں ہو سکتا جب تک وہ آسمان پر فیصلہ نہ کرے۔ اس نے اپنی حکمت سے بے انتہا اسباب و علل بنائے ہیں لیکن کوئی چیز اثر نہیں کر سکتی جب تک وہ حکم نہ دے۔ ہر سبب اور علّت کی تاثیر یا عدم تاثیر اس نے اپنے قبضہ میں رکھی ہوئی ہے۔ وہی زندہ کرتا اور وہی مارتا ہے۔ وہ ہر وجود کا سہارا اور ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ وہ احد اور صمد ہے۔ ہر ایک شے اپنے قیام اور بقا کے لیے ہر دم اس کی محتاج ہے لیکن وہ خود ہر احتیاج سے بالا ہے۔ وہ علیم ہے۔ کوئی حرکت و سکون آسمان یا زمین میں اس کے علم سے باہر نہیں۔ آسمان اور زمین کا ذرہ ذرہ اس کا گنا ہوا ہے۔ جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے یا اس سے نکلتا ہے، اسے معلوم ہے۔ وہ خبیر و بصیر ہے۔ ہر بات سے باخبر اور ہر چیز پر نظر رکھنے والا۔ انسان

کے دل کی گہرائیوں تک اس کی نظر ہے۔ کوئی حقیقت اس سے پوشیدہ نہیں اور کوئی چیز اس کے لیے راز نہیں۔ وہ بڑا ہی نیک اور بڑا ہی رحیم اور بہت ہی مہربان اور حد درجہ بخشش کرنے والا ہے۔ جو اس کے حضور میں جھکتا ہے اسے رد نہیں کرتا اور ساری عمر کے گناہ اور بدکاریاں اور ظلم وفسق وفجور کو ایک دم کے رجوع اور توبہ اور گریہ زاری سے معاف کر دیتا ہے۔ بڑا ہی حلیم بڑا ہی بردبار اور پردہ پوش ہے۔ پکڑنے میں جلدی نہیں کرتا۔ بڑا ہی پیار کرنے والا، بہت محبت کرنے والا۔ جو دیتے نہیں تھکتا، جس کے جود وعطا کی کوئی حد نہیں۔ بڑا ہی وفادار اور وعدوں کا سچا۔ جس کے وابستہء دامن کبھی ضائع نہیں ہوتے۔ دعاؤں کا سننے والا اور بپایۂ قبولیت جگہ دینے والا۔ غرض سب خوبیاں اور کمالات اور حسن وجمال اسی کی ذات میں پایا جاتا ہے۔ وہی اول ہے اور وہی آخر۔ وہی ظاہر ہے، ہر ایک چیز میں اسی کا جلوہ ظہور فرما ہے اور ہر خوبصورت نے خوبصورتی اسی سے پائی ہے اور ہر حسین پر اسی کے حسن کا پرتو ہے جس نے اس میں حسن اور نمکینی اور دل ربائی پیدا کر دی ہے خواہ وہ سورج ہو یا چاند یا ستارے یا حسین وملیح انسانوں کے زیبا نقس اور دل موہ لینے والی قامت یا پھولوں کی رونق اور تروتازگی اور رنگینی اور خوشبو۔ اور وہ باطن ہے ہر چیز کی حقیقت کو جانتا ہے مگر اس کی حقیقت کو کوئی نہیں جانتا۔ اگر اس کا روحانی جمال تمثُّل کے طور پر ظاہر ہو تو ہر ایک دل پروانہ کی طرح اس پر گرے۔ پر اس نے اپنا جمال غیروں سے چھپایا اور ان ہی پر ظاہر کیا جو صدق سے اس کو ڈھونڈتے ہیں۔

یہ ہے اسلام کا خدا۔ زندہ خدا اور زندگی بخش خدا جو اپنی قدرت سے اور اپنے خارق عادت کاموں سے اپنی ذات کا ثبوت دیتا ہے۔ جو اپنے بندوں کی دعائیں سنتا اور ان کو جواب دیتا ہے اور ان پر اپنا شیریں اور لذیذ کلام نازل کرتا ہے اور انا الموجود کہہ کر انہیں اطمینان اور تسلّی اور یقین عطا فرماتا ہے۔ حیوۃ اس کی صفت ذاتی ہے کسی اور میں ہرگز پائی نہیں جاتی بجز اس کے کہ وہ خود اپنی اس صفت کا عکس کسی پر ڈالے۔ زندگی کے تمام لوازم وخواص یعنی ارادہ، علم، سمع، بصر، کلام، قدرت نمائی، استجابت دعا، ربوبیت تامہ، اپنی مخلوق کی حفاظت کرنا اور ان کو سہارا دینا اور انہیں زندگی عطا کرنا، یہ سب صفات اس کی ذات میں پائی جاتی ہیں اور وہ اپنے مومن بندوں کے ذریعہ جو قرآن کریم اور نبی اکرم محمد مصطفےٰ ﷺ کی پیروی کرتے ہیں۔ ہر زمانہ میں اپنی زندگی کا ثبوت دیتا ہے تا اندھی دنیا دیکھے کہ وہ ہے اور یقین لائے کہ وہ بڑی قدرتوں والا ہے۔ جو چاہے کرتا ہے۔ اس کی مرضی میں کوئی حائل نہیں ہو سکتا اور اس کے ارادہ سے اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ یہی وہ خدا ہے جس کے متعلق فرمایا۔ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ یعنی سب محامد اسی ذات کے لیے ہیں اور ذاتی طور پر تعریف کا مستحق وہی ہے جس کا نام اللہ ہے۔ یعنی وہ ذات جو مستجمع جمیع صفاتِ حسنہ ہے اور ہر عیب اور نقص اور کمزوری سے پاک ہے۔ اس لیے کہ اس کا فیضان ہر موجود کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور ہر ایک کی بقا کا ذریعہ ہے۔ اس کا پہلا فیضان جو سب سے عام ہے ربوبیت عالمین کا فیضان ہے۔ یعنی تمام عالم خواہ وہ مادہ سے تعلق رکھتے ہوں یا روح سے، اسی کے پیدا کردہ اور ہر آن اس کے سہارے کے محتاج ہیں اور اس کا دوسرا فیضان جو رحمانیت کا فیضان ہے جان داروں سے تعلق رکھتا ہے۔......

(x)........کہ جب وہ اپنی خداداد طاقتوں کو استعمال کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو برکت دیتا اور ترقی عطا فرماتا ہے۔ اور چوتھا فیضان جو سب سے خاص فیضان ہے یعنی مالکیت یوم الدین اس کے خاص بندوں سے تعلق رکھتا ہے کہ جو اسی کے ہو جاتے ہیں وہ ان کو مافوق العادت کمال عطا فرماتا ہے اور ان کے ایمان کی برکت سے اسی دنیا میں ان کے لیے بہشت کے سامان کرتا ہے۔ ان کے لیے اس کا رحم کسی قید کو قبول نہیں کرتا بلکہ اپنی مالکانہ شان کا ظہور ان کے لیے فرماتا ہے اور بے حساب انہیں دیتا ہے اور بے انتہاء تفضلات ان پر نازل فرماتا ہے اور عنایات ازلی کا ایک دریا ہوتا ہے جو ان کی طرف جوش مارتا ہے اور وہ خدا جو اپنے مومن بندوں کا خاص خدا ہے، انہیں زمین پر اپنا خلیفہ مقرر کرتا ہے اور اپنی حمد کی چادر ان پر ڈالتا ہے اور اپنی صفات کا مظہر ان کو بناتا ہے تب ان کے ذریعہ جو خدا کے لیے مر جاتے ہیں، زندہ خدا ظاہر ہوتا ہے اور اس کی بادشاہت دنیا میں قائم ہو جاتی ہے۔ یہ لوگ جن کے لیے خدا تعالیٰ کی صفت مالکیت یوم الدین ظاہر ہوتی ہے، ایسے کامل درجہ کے مومن ہوتے ہیں کہ اپنے حد درجہ کے عشق کی وجہ سے اپنے مولیٰ کی عظمت وجلال کے آگے فنا ہو جاتے ہیں اور اپنی وفا کی وجہ سے بحرِ توحید میں غرق ہو کر اس کی ذات کو پا لیتے

---

نوٹ: (x) یہاں پر سہو کاتب سے چند الفاظ کتابچہ میں طبع ہونے سے رہ گئے ہیں جو یوں ہونے چاہئیں۔

(اور اسکا تیسرا فیضان رحیمیت ہے جو انسانوں اور مومنین سے متعلق ہے)۔ ناشر

ہیں اور اس کے جمال کا نظارہ کرتے ہیں۔ اور نہ صرف خود خدا کو دیکھتے ہیں بلکہ خدا نما بن کر دوسروں کو بھی اس کی قدرت کا جلوہ دکھا دیتے ہیں۔ ہمارا خدا لطیف اور ورآء الوریٰ اور غیب الغیب ہے۔ ظاہری آنکھ اسے دیکھ نہیں سکتی تاہم وہ اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے اور اپنے قادرانہ کاموں سے اپنا چہرہ اپنی مخلوق کو دکھاتا ہے اور اسی قدرت نمائی سے اس کا زندہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

لوگو! سنو کہ زندہ خدا وہ خدا نہیں　　جس میں ہمیشہ عادتِ قدرت نما نہیں

نیز فرماتے ہیں:

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت　　اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور　　ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

آج یہ فخر صرف اسلام کو حاصل ہے کہ وہ نہ صرف علمی طور پر زندہ خدا کو پیش کرتا ہے اور اس کی ایسی تصویر کھینچتا ہے جس سے اس کا بے عیب ہونا ثابت ہو جاتا ہے اور جس پر اطلاع پا کر ہر دل بے اختیار إِيَّاكَ نَعْبُدُ وإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ کہتے ہوئے اس کے قدموں میں گر جاتا ہے بلکہ عملی طور پر بھی اس کی زندگی اور قدرت اور جلال و جمال کا ثبوت دیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب سے آفتاب صداقت آنحضرت ﷺ کی ذات بابرکات کا طلوع ہوا ہے آج تک اسلام پر کبھی کوئی دن ایسا نہیں آیا کہ اس میں ایسے خدا نما وجود نہ پائے جاتے ہوں جو اس کی ذات وصفات کے شاہد ہوتے ہیں۔ جو نہ صرف اپنے کامل ایمان کی برکت سے خدا کو دیکھتے ہیں بلکہ ان نشانوں اور کرامات کے ذریعہ اور ان تائیدات آسمانی کے ساتھ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ان پر نازل ہوتی ہیں اور ان علوم غیبیہ کی رو سے جو انہیں عطا ہوتے ہیں دشمنان حق کو ملزم کرتے ہیں اور زندہ خدا کی قدرت کا کرشمہ دنیا کو دکھاتے ہیں۔

بس ہمیں فخرے بود اسلام را　　کو نماید آں خدائے تام را

یعنی اسلام کا یہی فخر ہے جو اسے دوسرے مذاہب سے امتیاز بخشتا ہے کہ وہ اس ازلی ابدی خدا کا دیدار کرا دیتا ہے۔

اسلام کے سوا کوئی دوسرا مذہب ایسا نہیں جو ان دونوں باتوں کی رو سے اپنے خدا کا جس کی وہ پرستش کرتے ہیں زندہ ہونا ثابت کر سکے نہ علمی طور پر کہ خدا تعالیٰ کا تصور جو وہ پیش کرتے ہیں اسے بے عیب اور ہر نقص سے بالا ثابت کرتا ہو اور نہ عملی طور پر کہ اس بات کو ثابت کر سکیں کہ ان کا خدا ان سے کلام کرتا ہے اور ان کی دعاؤں کو سن کر ان کو جواب دیتا ہے اور جب ان کے دشمن ان کو ہلاک کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں تو باوجود بے سامانی اور کمزوری کے ان کا خدا ان کے لیے اپنی قدرت کا نمونہ دکھاتا ہے اور اپنے پرستاروں کو بے بس اور کمزور پا کر ان کی حفاظت کرتا ہے بلکہ پیش از وقت ان کو تسلی بھی دے دیتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور میں تمہاری مدد کروں گا۔ مثال کے طور پر ہندو مذہب ہے کہ وہ بھی دوسرے مذاہب کی طرح یہی کہتے ہیں کہ ان کا خدا زندہ خدا ہے مگر اس کی جو صفات بیان کرتے ہیں، اس دعویٰ کو سچا ثابت نہیں کر سکتیں۔ کیونکہ اپنے خدا کا نقشہ جو وہ پیش کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ بے شک خدا زندہ اور قادر اور ازلی اور ابدی ہے مگر وہ روح اور مادہ کا خالق نہیں اور نہ ہی اس بات کی طاقت رکھتا ہے کہ اپنے پاس سے کچھ تھوڑا سا مادہ یا چند روحیں پیدا کر سکے بلکہ اس کا کام یہی ہے کہ جس طرح کمہار مٹی سے برتن بناتا ہے وہ بھی روح اور مادہ کو جوڑ جاڑ کر مخلوق بناتا ہے اور پھر اس کی بخشش کا یہ حال ہے کہ خواہ اس کا کوئی بندہ اس کی محبت میں فنا بھی ہو جائے اور اس کے نام کی خاطر ہزاروں موتوں کو بخوشی قبول کرنے کے لیے بھی تیار ہو جائے تب بھی ان کا خدا ایسے وفادار اور یک رنگ بندہ کو ہمیشہ کی نجات نہیں دیتا بلکہ کسی نہ کسی بہانے مکتی خانہ یعنی جنت سے نکال کر پھر مختلف جونوں میں ڈالتا ہے یہ تو علمی اور اعتقادی حالت ہے اور جب عملی حالت کو معلوم کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ان کا خدا پہلے تو کلام کرتا تھا مگر اب ہزاروں سالوں سے چپ ہے اور کسی سے کلام نہیں کرتا اب کوئی ان سے پوچھے کہ ایسا خدا جو روح اور مادہ کا خالق اور قیوم نہیں کہ کہا جائے اگر وہ نہ ہوتا تو زمین و آسمان اور ساری کائنات فنا ہو جاتی اور پھر بولتا بھی نہیں کہ اس کے کلام ہی سے کچھ اس کی ذات کا نشان ملتا۔ پھر کیونکر مان لیا جائے کہ وہ قادر مطلق اور حیّ و قیوم خدا ہے۔

ہندو مذہب کو چھوڑ کر جب ہم عیسائیوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ خدا کی کیا شان پیش کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ان کا خدا جس کی وہ پرستش کرتے ہیں، وہ ہے جو مریم کے پیٹ سے پیدا ہوا اور پھر اپنی ہی مخلوق کے ہاتھوں ذلت اور رسوائی دیکھ کر اور دکھ اٹھا کر لعنت کی موت مارا گیا اور زمین میں دفن کر دیا گیا۔ یہ ہے زندہ خدا کا تصور جو عیسائیت پیش کرتی ہے۔ اگرچہ ساتھ ہی وہ یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ تین دن کے بعد وہ پھر زندہ ہو گیا اور آسمان پر چلا گیا۔ مگر اس بات کا ثبوت کہ وہ واقعی مرنے کے بعد زندہ ہو گیا سوائے پرانے قصّوں اور بے بنیاد روایتوں کے ان کے پاس کوئی نہیں۔ اگر وہ زندہ ہے تو کیوں وہ اپنے سچے پرستاروں سے کلام نہیں کرتا جس طرح پہلے کرتا تھا اور کیوں ان کے لیے خوارق اور نشانات ظاہر نہیں کرتا جس طرح کہ اسلام کا خدا اپنے مومن بندوں کے لیے کرتا ہے۔ اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ ان کا خدا بھی ان کے مذہب کی طرح مردہ ہے۔ اس کے مقابل پر اسلام کا خدا وہ ہے جس کے متعلق فرمایا۔

اللّهُ لاَ إِلَـهَ إِلاَّ هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لاَ تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلاَ نَوْمٌ لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الأَرْضِ مَن ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلاَّ بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلاَ يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلاَّ بِمَا شَاء وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ وَلاَ يَؤُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ

(البقرہ۔آیت ۲۵۵)

یعنی اللہ کی ذات وہ ہے جو اپنی ذاتی خوبیوں اور حسن و احسان اور بے عیب ہونے کی وجہ سے اس بات کا حق رکھتا ہے کہ تمام مخلوقات اس کی پرستش کرے اور دل و جان سے اسے اپنا مطلوب و محبوب قرار دیں اور اس بات میں کوئی اس کا شریک نہیں یعنی کسی دوسرے وجود میں وہ خوبیاں اور کمالات نہیں پائے جاتے جو اُسے مستحقِ عبادت قرار دیں۔ اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ اللہ زندہ، ازلی، ابدی ہے اور قیّوم ہے یعنی جو کچھ بھی زمین و آسمان میں موجود ہے اسی کا پیدا کردہ ہے اور قیام و بقا ہر چیز کا اسی کے قیام و بقا پر موقوف ہے اور وہی ہر چیز کو ہر دم سہارا دیئے ہوئے ہے۔ موت تو رہی الگ موت کے مشابہ چیزیں یعنی اونگھ اور نیند بھی اُس کے پاس نہیں آتیں۔ وہ اپنی مخلوق کی حفاظت سے کبھی غافل نہیں ہوتا۔ اگر وہ ایک لمحہ کے لیے بھی اپنی مخلوق کی قیّومیت اور انہیں سہارا دینے سے غافل ہو جائے تو یہ سارا کارخانہ درہم برہم ہو جائے اور ہستی نیستی کی راہ لے۔ غرض فرمایا کہ اللہ ہی وہ معبود برحق ہے جو ہمیشہ زندہ اور ہر چیز کی جان اور ہر ایک وجود کا سہارا ہے۔ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے اسی کا ہے اور اسی کے زیرِ تصّرف ہے کس کو جُرأت ہے کہ وہ اس کے حضور میں اس کی اجازت اور حکم کے بغیر سفارش کرے۔ جو کچھ اس کی مخلوق نے پہلے کیا ہے یا آئندہ کریں گے وہ سب کچھ جانتا ہے۔ لیکن اس کے علم کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا۔ اس کی قدرت اور علم زمین و آسمان پر حاوی اور مسلّط ہے اور ہر جگہ اسی کا حکم چلتا ہے۔ وہ آسمان اور زمین اور ان کے اندر کی سب چیزوں کی حفاظت اور بقا کے سامان کرنے سے تھکتا نہیں اور اس بات سے بہت بالا ہے کہ نقص اور کمزوری اور ضُعف و ناتوانی اس کی ذات کی طرف کسی بھی رنگ میں منسوب کی جائے۔

انسان کی نجات اور ساری سعادت اسی میں ہے کہ وہ اس زندہ خدا پر ایمان لائے۔ ایسا ایمان جو رسمی اور نام کا ایمان نہ ہو بلکہ جیسا کہ ان کا خدا زندہ ہے ان کا ایمان ایک زندہ حقیقت ہو جس کے نتیجہ میں وہ اپنی زندگی کے مقصد کو حاصل کر لیں اور اللہ کی ذات پر کامل یقین اور اس کے فضل پر کامل امید اور کامل توکل اور اس سے کامل محبت پیدا ہو جائے اور شک و شبہ اور بے یقینی دور ہو کر اور نفسانی خواہشات اور شیطانی تحریکات پر موت وارد ہو کر ایک نئی زندگی حاصل ہو جائے۔

یاد رکھنا چاہئے کہ ایمان ہی وہ ذریعہ ہے جس سے نئی زندگی، جو حقیقی اور دائمی زندگی ہے حاصل ہوتی ہے۔ ایمان بڑی دولت ہے جسے یہ دولت حاصل ہو جائے اس سے بڑھ کر کوئی خوش نصیب نہیں۔ ایمان بڑی طاقت ہے جس کے سامنے کوئی بڑے سے بڑا پہاڑ ٹھہر نہیں سکتا۔ خدا کے نبی دنیا میں اسی لیے آتے ہیں تا کہ زندہ خدا پر ایمان پیدا کریں۔ انسان نے جو بھی برکت حاصل کی ہے وہ ایمان کے نتیجہ میں۔ جو بھی پاک انقلاب دنیا میں آیا ہے وہ زندہ خدا پر ایمان کے ذریعہ۔

مختصر یہ کہ وہ خدا جس کی طرف قرآن کریم ہمیں بلاتا ہے انسانی ذہن کا واہمہ اور اختراع نہیں اور اس کی قدرت نمائی اور تجلیات کوئی قصہ کہانی نہیں جو پہلی کتابوں میں لکھے گئے اور جن کا ہماری روزمرہ کی زندگی اور حقائق کے ساتھ کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ خدا ہے جس کی طرف کارخانہء عالم کا ذرہ ذرہ رہنمائی کرتا ہے اور جس کی مالکیت اور

بادشاہی کا اقرار زمین و آسمان کی ہر چیز کو طوعاً اوکرہاً کرنا پڑتا ہے اور جس کے جلال کے سامنے ہر ایک گردن جھک جاتی ہے۔ وہی ہے جو ہر ظلمت اور تاریکی کے زمانہ میں اپنے بندوں کو ہدایت و نور سے محروم پا کر اور ہلاکت کے گڑھے میں گرتا دیکھ کر ان کی ہدایت کے لیے اپنے پاک بندوں کو بھیجتا ہے جو اپنے کامل ایمان کی بدولت زندہ خدا کا چہرہ دنیا کو دکھاتے ہیں اور گم کردہ راہ انسانوں کے لیے نجات کے سامان کرتے ہیں اور انہیں وہ راہ بتاتے ہیں جو ہمیشہ کی زندگی کی راہ ہے۔

یہ زندہ خدا پر ایمان ہی تھا جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی نسل کی نجات کا سامان کیا۔ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ وہ قادر و توانا ہستی نہ ہوتی تو کیا ممکن تھا کہ آگ میں ڈالے جا کر پھر اس میں سے سلامت نکل آتے اور اگر اس حیّ و قیوم پر کامل ایمان اور یقین نہ ہوتا تو کیا ممکن تھا کہ ابرہیمؑ اپنے بڑھاپے کی اولاد اور اپنے اکلوتے بیٹے کی گردن پر چھری رکھ دیتا اور اپنے مولیٰ کو راضی کرنے کے لیے اپنا وطن اور سب عزیز اور پیارے چھوڑ دیتا اور ان کو صاف کہہ دیتا کہ جب تم خدا کے نہیں تو میرا تمہارے ساتھ کوئی تعلق نہیں إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَى رَبِّي سَيَهْدِينِ میں اپنے رب کی رضا کی خاطر اور اس کو پانے کے لیے سب کچھ چھوڑ دوں گا اور یقین ہے کہ وہ مجھے ضائع نہیں کرے گا بلکہ ہر ایک بامرادی سے حصہ دے گا۔ تب خدا نے اس سے کہا کہ

اے وفادار! دیکھ میں تجھے اتنی نسل دوں گا اور اتنی برکت دونگا کہ جس طرح آسمان کے ستارے اور ریت کے ذرے گنے جانے ممکن نہیں تیری نسل کا شمار بھی ممکن نہیں ہوگا اور تیری نسل کے وسیلہ سے ساری دنیا کی قومیں برکت پائیں گی۔

پھر موسیٰ علیہ السلام آئے اور انہوں نے مصر کے ملک کو انتہائی تاریکی میں پایا اور اپنی قوم کو ظاہری اور باطنی غلامی کی زنجیروں میں ایسا جکڑا ہوا دیکھا کہ ان کے لیے کوئی راہ نجات نظر نہیں آتی تھی لیکن موسیٰؑ کے ایمان نے جو اسے زندہ خدا پر تھا ان کے لیے نجات کی راہ پیدا کر دی اور ایسے وقت میں جب کہ اس کی قوم ہر طرف سے خطرے میں گھری ہوئی تھی اور بچاؤ کی کوئی صورت نہ تھی اور اس کی قوم یہ سمجھنے لگی تھی کہ اب ہم بچ نہیں سکتے۔ اس وقت موسیٰؑ نے کہا

كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ میرا خدا میرے ساتھ ہے وہ میری نجات کا سامان کرے گا۔ اس کا یہ ایمان اس کے کام آیا اور اس کی قدرتوں والا اور زندہ خدا آسمان سے اس کی مدد کے لیے اتر آیا۔

پھر سب سے بڑھ کر زندہ خدا کی تجلیات دکھانے والے اور خدا نما وجود جنہوں نے ہمیں پیارے خدا تک پہنچنے کے وسائل دیئے اور اس اَحد وصَمد حیّ و قیوم خدا پر کامل ایمان اور اس کے قدرتوں پر کامل یقین اور اس کی توحید کیلئے غیرت اور اس کی محبت میں مٹ جانے کا جذبہ عطا فرمایا وہ ہمارے سیّد و مولیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اب قیامت تک کے لیے یہ فخر صرف اسلام کو اور آنحضور ﷺ کی امت کو دیا ہے کہ آئندہ خدا کے قرب کو پانے والے اور اس تک دوسروں کو پہنچانے والے ہمیشہ ان ہی میں سے ہوں گے۔ جیسا کہ فرماتا ہے

ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُم مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ

(فاطر۔آیت ۳۲)

یعنی پھر ان پہلی قوموں کے بعد ہم نے اپنی شریعت کا ان لوگوں کو وارث کیا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے اس مقصد کے لیے چن لیا تھا۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جو اپنی جان پر ظلم کرتے ہیں اور بعض میانہ طریق اختیار کرنے والے ہیں اور بعض وہ ہیں جو ہر ایک نیکی میں اور خیر و خوبی میں سب انسانوں پر سبقت لے جاتے ہیں اور ان کو یہ کمال حاصل کرنا اور نیکیوں میں سبقت لے جانا باذن اللہ ہوتا ہے یہ بہت بڑا فضل ہے۔

اسی طرح فرماتا ہے

هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِن قَبْلُ وَفِي هَٰذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ

(الحج۔آیت ۷۸)

یعنی اللہ تعالیٰ ہی نے تمہارا نام مسلم یعنی کامل فرمانبردار رکھا ہے۔ پہلی کتابوں میں بھی اور اس کتاب یعنی قرآن کریم میں بھی تا کہ یہ رسول تم پر گواہ ہو اور تمہیں خدا کی طرف بلائے اور تم اس کی ہدایتوں پر چل کر اور اس کے اسوہء کامل کی پیروی کر کے ساری دنیا پر گواہ ٹھہرو۔ پس چاہئے کہ تم دنیا میں خدا کی عبادت کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کا مضبوط تعلق قائم کرو وہی تمہارا مددگار اور دوست ہے سو دیکھو کہ وہ کیسا اچھا دوست اور کتنا اچھا مددگار ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ اسلام یعنی کامل فرمانبرداری اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے خون بہانا اور اس کی صفات کے ظہور کے لیے اپنے نفس پر موت وارد کر لینا خدا نمائی کا ذریعہ ہے۔ خدا کے عاشقوں کا خون خدا کے چہرے کا غازہ ہے اور ان کے صدق و اخلاص کو دیکھ کر دوسروں کے دلوں میں بھی ایمان و یقین کی چنگاری بھڑک اٹھتی ہے۔ غرض اسلام اور ایمان اور صدق وصفا اور وفا اور عشق الٰہی کے جمیع لوازم آنحضرت ﷺ ہی نے دنیا کو سکھائے اور پھر یہ کام آپ کی امت کے سپرد کیا گیا کہ وہ اپنے رسولؐ کی اس سنت کو زندہ رکھیں اور ساری دنیا کے انسانوں کو زندہ خدا پر ایمان لانے اور اس کی پاک ذات سے محبت اور اخلاص اور عبودیت کا پاک تعلق قائم کرنے کی دعوت دیں۔ حیّ و قیوم خدا کے نام پر قربانی کا جو بیج حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ بویا گیا تھا اس کے لہلہاتے کھیت رسول اللہ ﷺ ہی کے ذریعہ ظاہر ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ جب دنیا میں تشریف لائے تو وہ ایک انتہائی ظلمت و تاریکی کا زمانہ تھا۔ توحید دنیا سے مٹ چکی تھی اور ایمان اٹھ چکا تھا۔ بر و بحر میں فساد ہی فساد تھا۔ موت ہر ایک پر قبضہ کر چکی تھی۔ دنیا زندہ خدا کو بھول کر چاند اور سورج اور پتھر اور انسان کی پرستش میں لگی ہوئی تھی۔ خدا ترسی، نیکی، تقویٰ، رحم، مروت، ہمدردی اور اسی طرح ایمان کے دوسرے ثمرات ڈھونڈے سے نہیں ملتے تھے مگر کفر و شرک کی اس آندھی کو دیکھ کر کسی کا دل نہیں کڑھتا تھا۔ سوائے رسول اللہ ﷺ کے دل کے جو خدا کے عشق میں غرق اور اس کے بندوں کی خطرناک حالت کو دیکھ کر خون ہو رہا تھا۔ تب آپؐ بنی نوع انسان کو موت کے منہ سے بچانے کے لیے خود ہزاروں موتوں کو قبول کرنے کے لیے تیار ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں اتنی گریہ وزاری کی، اس طرح سے تڑپے کہ آسمان پر اس کی وجہ سے ایک شور پڑ گیا اور آپ کا غم دیکھ کر فرشتوں کی آنکھیں بھی نم ہو گئیں۔ تب آپ کا یہ غم دیکھ کر خدا کی عنایت دنیا کی طرف مائل ہوئی اور اس نے اپنے رسولؐ کے دل پر تجلّی فرمائی اور اسے آفتاب صداقت بنا کر بھیجا تا وہ ساری تاریکیوں کو دور کر دے اور وہ آب حیات عطا فرمایا جس کے پینے کے بعد موت نہیں۔ جیسا کہ فرماتا ہے

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا ( الاحزاب۔ آیت ۴۵۔۴۶)

یعنی اے نبی ہم نے تجھے اپنی ذات وصفات کا گواہ بنا کر بھیجا ہے اور تجھے بشارتیں دینے والا اور بُری راہوں سے ہوشیار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے اور ہم نے تجھے اس لیے بھیجا ہے کہ تو خدا کے حکم سے خدا کے بندوں کو اس کی طرف بلائے اور ایسا سورج بنایا ہے جو ساری تاریکیوں اور شکوک وشبہات اور بے یقینی کی ساری ظلمتوں کو دور کر دیتا ہے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک مردہ عالم کو زندہ کر کے اپنے حیّ و قیوم اور مقتدر اور ذوالجلال ہونے کا ثبوت دیا۔ فرماتا ہے

وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنبَتَتْ مِن كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّهُ يُحْيِي الْمَوْتَى وَأَنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَن فِي الْقُبُورِ ( الحج۔ آیت ٥ تا ٧)

اور تو دیکھتا ہے کہ زمین مردہ کی طرح تھی۔ پھر جب ہم نے اس پر آسمان سے پانی نازل کیا تو اس میں زندگی کے آثار پیدا ہو گئے اور وہ حرکت میں آ گئی اور بڑھنے لگی اور ہر قسم کے خوبصورت جوڑے اگانے لگی۔ یہ اس وجہ سے ہوا کہ اللہ ہی حق ہے اور وہی ہے جو مُردوں کو زندہ کرتا ہے۔ اور وہ ہر بات پر جس کے کرنے کا ارادہ کرے کامل قدرت رکھتا ہے اور تا یہ یقین پیدا ہو کہ قیامت آ کر رہے گی اس میں کوئی شبہ نہیں اور تا لوگ جانیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جو قبروں میں پڑے ہیں زندہ کر کے اٹھائے گا۔

اِحیاءِ موتی کا یہ نظارہ جو رسول اللہ ﷺ نے دنیا کو دکھایا زندہ خدا کی ہستی اور قدرت کا ایسا معجزہ ہے، جس سے عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ صدیوں کے مُردے کس طرح دیکھتے دیکھتے زندہ ہوگئے اور الٰہی رنگ پکڑ گئے اور نہ صرف یہ کہ خود زندہ ہوئے بلکہ ان کے اندر بھی قوتِ احیاء پیدا ہوگئی۔

رسول اللہ ﷺ جس قوم کی طرف مبعوث ہوئے وہ دنیا کی پلید ترین اور ناپاک ترین قوم تھی۔ بت پرستی، جہالت، فسق وفجور، ظلم میں سب قوموں سے سر برآوردہ تھی رحم کا نام تک نہیں جانتے تھے اور تو کیا، اپنے بچوں تک پر رحم نہیں کرتے تھے۔ لیکن جب ان پر زندہ خدا کی تجلیات نازل ہوئیں اور وہ رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے تو ایک اور ہی مخلوق بن گئے۔ اور صدق وصفا اور وفا اور عبادت اور عشق الٰہی اور مروّت واخلاص اور رحم دلی اور شفقت اور توکل اور ایثار میں وہ مقام انہوں نے حاصل کیا کہ آسمان سے خدا نے ان کی تعریف کی اور فرمایا

هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا (الاحزاب۔ آیت ۴۳)

یعنی اللہ ہی ہے جو تم پر اپنی برکتیں نازل کرتا ہے اور وہ تمہاری تعریف کرتا ہے اور فرشتے بھی تمہارے لئے دعائیں کرتے ہیں تا کہ اس طرح اللہ تعالیٰ تمہیں تاریکیوں سے نکال کر نور تک لے جائے اور وہ اس نبی پر ایمان لانے والوں پر بہت مہربان ہے۔ نیز ان کی تعریف میں فرمایا کہ مومنوں کی یہ جماعت ایسی ہے کہ اللہ کی محبت اور رضا کے سامنے کسی اور کی پرواہ نہیں کرتے جو خدا اور اس کے رسول سے دشمنی کرتے ہیں خواہ وہ ان کے اپنے ماں باپ یا اولاد یا بھائی یا بیوی اور دوسرے عزیز ہوں ان سے بیزار ہو کر ترکِ تعلق کر لیتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں خدا نے ایمان کا نقش کر دیا ہے اور آسمان سے اپنی روح ان پر نازل کی ہے جس طرح وہ نبیوں پر نازل کیا کرتا تھا اور روح القدس کی تائیدات ان کے شاملِ حال کر دی ہیں اور انہیں ان جنّتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ وہ ہمیشہ اس نعمت کی حالت میں رہیں گے ان کا خدا ان سے راضی ہو گیا اور وہ اپنے خدا کے حکموں پر بدل وجان راضی ہیں۔ یہ لوگ خدا کا گروہ اور خدائی جماعت ہیں اور یاد رکھو یہی لوگ کامیاب وبامراد ہوں گے۔

خدا کے عاشقوں اور اس کے پیارے نام پر فدا ہونے والوں کی یہ عجیب جماعت ہے جن کی مثال چشم فلک نے کبھی نہیں دیکھی۔ یا تو ان کا یہ حال تھا کہ گِدھوں کی طرح دنیا کے مردار پر گرے ہوئے تھے اور کبھی آسمان کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے تھے۔ یا پھر وہ ایسے ہوگئے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق گواہی دی کہ ''اللہ اللہ فی اصحابی'' مجھے اپنے صحابہ میں اللہ ہی اللہ نظر آتا ہے۔ ان کا دن رات کا شغف یہی تھا کہ کیا کریں کہ وہ یارِ ازل راضی ہو جائے۔ کس راہ سے اس کو ڈھونڈیں اور کیا خدمت بجالائیں جو اس پاک ذات کے حضور مقبول ہوں۔ جب ہم ان حرام کھانے والوں اور اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دینے والوں کی یہ کایا پلٹ دیکھتے ہیں کہ دن رات ان کی زبان پر اللہ ہی اللہ تھا اور ان کے دل میں خدا کے سوا کسی کے لیے جگہ باقی نہیں رہی تھی۔ یہاں تک کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی حقیقت ان کے سینوں میں نقش ہوگئی تھی۔ وہ بھوکے اور پیاسے اور خستہ حال اُمّی اور ان پڑھ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آتے تھے تو ان کا سوال روٹی کے متعلق نہیں ہوتا تھا نہ زمین کی بادشاہی کے متعلق۔ بلکہ ان کا سوال خدا کے متعلق ہوتا تھا کہ اس کو کس طرح سے پائیں اور کیا کریں کہ وہ خوش ہو جائے۔ یہ پاک انقلاب اور روحانی حشر کا یہ نظارہ دیکھ کر ہماری روح اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال اور کبریائی کے سامنے جھک جاتی ہے اور زبان سے بے اختیار نکلتا ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

بنا کردند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدند    خدا رحمت کُند ایں عاشقانِ پاک طینت را

سورۃ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کی حالت کا عجیب نقشہ کھینچا ہے کہ جب خدا کے یہ پاک باز بندے حد درجہ ستائے گئے اور انہیں مٹانے کے لیے پورا زور لگایا گیا یہاں تک کہ آخر خدا کی غیرت ان کے لیے جوش میں آئی اور خدا تعالیٰ نے اپنی قہری تجلّی سے ان کے ظالم دشمنوں کو ختم کر کے ان کی دولت اور بادشاہ کا وارث

مسلمانوں کو کر دیا اس وقت جو کمزور اور کم ایمان کے لوگ تھے انہوں نے عہدوں اور ان کی تقسیم پر جھگڑا شروع کر دیا۔ اس وقت بھی ان عاشقان الٰہی کا یہی قول تھا کہ
حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِينَا اللّٰهُ مِن فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللّٰهِ رَاغِبُونَ (التوبہ۔ آیت ۵۹)

یعنی ہمارے لیے اللہ کافی ہے۔ ہم نے اس رسولؐ کو اس لیے نہیں قبول کیا تھا کہ دنیا کی وجاہت اور بادشاہت حاصل کریں بلکہ اس لیے مانا تھا کہ وہ ہمیں ہمارے خدا تک پہنچا دے۔ پس اس کے ذریعہ ہم نے اپنے خدا کو پالیا اور وہی ہمارا مقصود ہے اور وہی ہمارے لیے کافی ہے۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں فضل سے حصہ دے گا اور اس کا رسول فضل الٰہیٰ کے حصول کا ذریعہ ہوگا۔ ہماری نسبت تو اللہ ہی کی طرف ہے اور ہماری محبت اسی پاک ذات سے ہے۔

تب ان کے خدا نے ان کے اس پاک نمونہ سے خوش ہو کر انہیں زمین کی بادشاہت بھی دی اور آسمان کی بادشاہت بھی دی اور ان کو وہ رفعت دی جو آسمان کے ستاروں کو بھی حاصل نہیں اور ان کے متعلق فیصلہ کیا کہ
إِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ وَهُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوا إِلَى صِرَاطِ الْحَمِيدِ (الحج۔ آیت ۲۳-۲۴)

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے ان مومن بندوں کو جو صرف ایمان کے دعوے نہیں کرتے بلکہ اس کے مطابق عمل بھی کر کے دکھاتے ہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن کریم نے مومنوں کے لیے دو جنتوں کا وعدہ کیا ہے۔ ایک جنت جو روحانی رنگ میں اس دنیا میں نقد ملتی ہے اور ایک وہ جو مرنے کے بعد ملے گی اور دنیا کی جنت یہ ہے کہ انسان کا ایمان خدا کے ہاں مقبول ہوتا ہے اور وہ قرب الٰہیٰ اور عنایات ربانی کے شیریں پھل کھاتا ہے اور نہریں اس جنت کی وہ علم و عرفان ہے جو خدا کے مومن بندوں کو دیا جاتا ہے اور وہ نیک اعمال ہیں جو محض للہ ایک طبعی شوق سے خدا کو راضی کرنے کے لیے مومن سے ظہور میں آتے ہیں جو اس کے ایمان کو ترو تازہ رکھتے ہیں اور اس کی روح کی پیاس کو بجھاتے ہیں۔ پس فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان مومن بندوں کو اسی دنیا میں قرب الٰہی کی جنت عطا فرمائے گا اور ان کو سونے کے کنگن اور موتیوں کے زیور اور ریشم کا لباس پہنایا جائے گا۔ یہاں سونے اور موتی اور ریشم کے الفاظ استعارہ کے طور پر ہیں اور سونے سے مراد خود قرآن کریم نے حق و صداقت لیا ہے اور موتیوں سے مراد قرآنی معارف ہیں اور ریشم کی تعبیر عشق ہے گویا مطلب ہے کہ اول تو مومن خود ایک خوبصورت وجود ہوتا ہے۔ اوپر سے اسے حق و حکمت کے کنگن اور زیور سے آراستہ کیا جائے گا اور وہ عشق الٰہیٰ کے لباس میں ملبوس ہوگا۔ جو اس کے لیے دائمی راحت کا موجب اور دنیا کی جلن اور نفس کے حملوں سے حفاظت کا ذریعہ ہوگا اور انہیں پاک تعلیمات کے حصول کی سعادت نصیب ہوگی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس ذات کو پا لیں گے جو ہر قسم کی حمد کا مستحق ہے۔ اور اس کے قرب کے نتیجہ میں خود بھی قابل ستائش ٹھہریں گے۔ دوسری جگہ ان ہی نعماء کا ذکر فرما کر آگے فرماتا ہے

وَفِي ذَلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ (التّطفیف ۔آیت ۲۶) کہ اے دنیا کے مردار پر گرے ہوئے لوگو! تم جو دنیا کے اموال اور عہدوں اور وجاہتوں پر لڑتے مرتے ہو اس سے تمہیں سوائے حسرت اور دکھ کے حاصل کیا ہوتا ہے اور کون سا سکون اور دائمی راحت ہے جو تم اس طرح سے پاتے ہو۔ آؤ ہم تمہیں بتائیں کہ وہ کون سی دولت ہے جس کے حصول کے لیے باہم مقابلہ کرنا چاہئے اور ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرنی چاہئے وہ حق و راستی کی دولت ہے وہ ایمان و یقین کی دولت ہے وہ علم و معرفت کی دولت ہے اور وہ عشق الٰہیٰ اور لقائے الٰہیٰ کی دولت ہے وَفِي ذَلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ اگر ہمت ہے تو آؤ اس میدان میں باہم مقابلہ کرو تا تمہارے جوہر کھلیں اور پتہ لگے کہ تم دوسرے حیوانوں سے بہتر اور بالا وجود ہو۔

غرض ہمارے سیّد و مولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذریعہ ہمارے زندہ خدا نے اپنے جلال کو اس طور پر ظاہر کیا اور اس طرح سے اپنی قدرت کی چمکار دکھائی کہ گویا کہ خدا زمین پر اتر آیا اور وہ دعا جو مسیح ناصریؑ نے کی تھی کہ اے خدا! جس طرح تیری حکومت آسمان پر ہے زمین پر بھی ہو۔ آں حضور ﷺ کی آمد سے پوری ہو گئی مگر

اسلام کے زندہ خدا کی تجلیات وہیں ختم نہیں ہوگئیں بلکہ آسمانی مددیں قدم بہ قدم اور سلسلہ در سلسلہ اسلام کیساتھ چلی آتی ہیں اور کوئی صدی ایسی نہیں ہوتی کہ اللہ تعالیٰ اسلام کو زندہ کرنے کے لیے اور اپنی ذات پر زندہ ایمان پیدا کرنے کے لیے آں حضرت ﷺ کے کامل متبعین میں سے کسی برگزیدہ انسان کو چن کر اس پر اپنی محبت کی چادر نہ ڈالتا ہو اور اسے اپنی صفات کا مظہر بنا کر اصلاح خلق کے لیے مجدّد بنا کر نہ بھیجتا ہو۔

خدا کی محبت کا دعویٰ تو سب مذاہب والے کرتے ہیں مگر ثبوت طلب بات یہ ہے کہ آیا خدا بھی ان سے محبت کرتا ہے یا نہیں۔ کسی مذہب کی صداقت اس وقت تک معلوم نہیں ہوسکتی اور اس کا خدا کی طرف سے ہونا اس وقت تک ثابت نہیں ہوسکتا جب تک اس میں ہر زمانہ میں ایسے برگزیدہ انسان نہ ہوں جو خدا نمائی کا دعویٰ رکھتے ہوں اور یہ کہہ سکیں کہ خدا ہمارے ساتھ ہے اور وہ ہم سے محبت کرتا ہے اور اس کی نصرت ہمارے شامل حال ہے۔

ہمارے اس زمانہ میں جبکہ دنیا کی محبت نے ایمان کے درخت کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا تھا اور مادہ پرست انسان اپنے زندہ اور قادر خدا کو بھول کر ہمہ تن مادیت میں غرق ہو رہا تھا اسلام کے زندہ خدا نے پھر اپنی تجلّی دکھائی اور اپنے وعدہ کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور آں حضرت ﷺ کی متابعت میں آپ کو مقام نبوت پر سرفراز فرمایا تا دنیا پھر ایک بار اپنے حیّ و قیوم خدا کا چہرہ دیکھے اور اس پر ایمان لائے، ایسا ایمان جو محض رسمی نہیں ہوتا بلکہ اس کے ذریعہ نئی زندگی اور دائمی راحت اور نجات حاصل ہوتی ہے اور تا انسان اللہ تعالیٰ سے محبت و اخلاص کا سچا تعلق قائم کریں اور جانیں کہ وہ ہے اور یقین لائیں کہ وہ قادر ہے، جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ چنانچہ آپؑ نے ساری دنیا کو خدا پر ایمان لانے کی دعوت دی اور اعلان کیا کہ

آں خدائے کہ اُز واہلِ جہان بے خبر اند　　برمن اُو جلوہ نمود ست گر اہلی بہ پذیر

یعنی وہ خدا جس سے دنیا کے لوگ بے خبر ہیں اور بے دیکھے جس پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ خدا مجھ پر ظاہر ہوا ہے اور اس نے اپنی تجلیات کے ذریعہ مجھے اپنا چہرہ دکھایا ہے۔ ہر وہ شخص جو خدا کو پانا چاہتا ہے وہ میرے پاس آئے تو وہ میرے ذریعہ اپنے زندہ خدا کی تجلیات کو دیکھ لے گا اور اس کو پا لے گا۔

حضور فرماتے ہیں:

> ’’میں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول کریم ﷺ سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحبِ کرامات بنا دیتا ہے۔ اور اسی کامل انسان پر علوم غیبیہ کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دنیا میں کسی مذہب والا روحانی برکات میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ میں اس میں صاحب تجربہ ہوں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ بجز اسلام تمام مذاہب مردہ، ان کے خدا مردہ اور خود وہ تمام پیرو مردے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق ہو جانا بجز اسلام قبول کرنے کے ہرگز ممکن نہیں، ہرگز ممکن نہیں۔ اے نادانو! تمہیں مردہ پرستی میں کیا مزہ ہے اور مردار کھانے میں کیا لذت۔ آؤ میں تمہیں بتلاؤں کہ زندہ خدا کہاں ہے اور کس قوم کے ساتھ ہے۔ وہ اسلام کے ساتھ ہے اسلام اس وقت موسیٰ کا طور ہے جہاں خدا بول رہا ہے۔ وہ خدا جو نبیوں کے ساتھ کلام کرتا تھا۔ اور پھر چُپ ہو گیا آج وہ وہ ایک مسلمان کے دل میں کلام کر رہا ہے‘‘۔ (انجام آتھم)

پھر فرماتے ہیں:

> ’’کیا بد بخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اُسے دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اُس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح سے اس خوشخبری کو دلوں میں

> بٹھادوں کس وف سے بازاروں میں منادی کرادوں کہ تمہارا یہ خدا ہے تالوگ سن لیں اور کس دوا سے علاج کروں تا سننے کے لیے لوگوں کے کان کھلیں۔ اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالیٰ تمہارے لیے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا‘‘۔ (کشتی نوح)

غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کا یہی مقصد تھا کہ آپ دنیا کو اس حی و قیوم خدا کا چہرہ دکھائیں اور زندہ نشانوں اور معجزات کے ذریعے سے ثابت کر دیں کہ اسلام کا خدا زندہ خدا ہے اور اسلام کا رسول زندہ رسول ہے۔ جس کی پیروی اور متابعت سے آج بھی انسان خدا کے قرب کو پا سکتا ہے اور اس کے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہو سکتا ہے اور وہ شربت پی سکتا ہے جو موسیٰ اور عیسیٰ نے پیا اور ان انوار کا وارث ہو سکتا ہے جن کے وارث آلِ یعقوب کے انبیاء ہوتے رہے تھے بلکہ ان سے بڑھ کر مقام حاصل کر سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس قدر معجزات اور خوارق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ظاہر ہوئے اور جس طرح خدائے حّی و قیّوم کی تجلی آپ کے ذریعہ ہوئی آنحضرت ﷺ کو چھوڑ کر کسی اور نبی کے متعلق ثابت نہیں کیے جا سکتے۔ آپ نے اپنے انفاسِ قدسیہ اور اس آسمانی روح کی بدولت جو آپ کے اندر تھی بہتوں کو مہلک بیماریوں سے شفا دی اور بہت سے اندھوں کو آنکھیں عطا کیں اور بہت سے بہرے تھے جو سننے لگ گئے اور بہت سے گونگے تھے جو معرفت کے نکات بیان کرنے لگ گئے اور بہت سے مُردے تھے جنہیں ایک نئی اور نہایت ہی بابرکت زندگی عطا ہوئی۔ آپ نے فنا فی اللہ اور دین اسلام کے شیدائیوں کی ایک ایسی جماعت تیار کی جن کی آسمانی اور ایمانی زندگی کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ وہ یقیناً اپنے صدق و اخلاص اور خدا اور اس کے رسول کی محبت میں صحابہؓ رضوان اللہ علیہم کے مثیل تھے اور انہیں وہ نور عطا کیا گیا تھا جس کا خدا نے اپنے متقی بندوں سے وعدہ کیا ہے جیسا کہ فرمایا کہ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اگر تم خدا کا تقویٰ اختیار کرو گے تو خدا تعالیٰ تمہیں امتیاز عطا فرمائے گا یعنی خدا کا معاملہ تمہارے ساتھ ویسا نہیں ہوگا جس طرح دوسرے انسانوں کے ساتھ ہوتا ہے بلکہ خدا کی رحمت تمہارے لیے خاص طور پر جوش مارے گی اور خدا کا نور تمہیں عطا ہوگا جس کے ساتھ تم اپنی سب راہوں میں چلو گے۔ وہ نور تمہاری آنکھوں میں بھی ہوگا اور کانوں میں بھی۔ تمہاری زبان پر بھی نور ہوگا اور تمہارے اقوال و افعال اور تمہاری ساری طاقتیں خدائی نور سے منور ہوں گی اور تمہارے چہروں پر بھی خدا کا نور ہوگا جس سے تم پہچانے جاؤ گے اور ہر بینا آنکھ دیکھ لے گی کہ یہ خدا کا بندہ ہے اور دوسروں سے ممتاز۔ خدا ان سے کلام کرتا تھا اور ان کی دعائیں سن کر انہیں جواب دیتا تھا وہ خدا کی مخلوق کے لیے خدا کی رحمت کا نشان تھے اور وہ شجرہ طیبہ تھے جس کے سایہ میں ہزاروں مخلوق خدا راحت پاتی ہے۔ انہوں نے ایمان کی دولت کی قدر کی اور اس کے برکات اور اثرات سے کامل حصہ لیا۔

ایمان کے کیا اثرات ہیں؟ اس کے متعلق خدا تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے اللّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُواْ يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّوُرِ (البقرۃ ۔ ۲۵۸) یعنی ایمان کی نشانی یہ ہے کہ ایسا شخص خدا کے دوستوں میں سے ہو جاتا ہے اور اس کی مرضی اور خدا کی مرضی اور اس کا معاملہ اور خدا کا معاملہ ایک ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ اسے ہر قسم کی تاریکیوں سے نکال لیتا ہے۔ یعنی جہالت، فسق و فجور، بد اخلاقی، تنگ دلی، تنگ نظری، بخل، بزدلی، بے ہمتی، نفس پرستی، وساوس اور شکوک وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب تاریکیاں ہیں جن سے مومن کو نجات دی جاتی ہے اور ردائت اخلاق اور کمینگی سے محفوظ کر کے خدائی نور اور خدائی صفات اس کے اندر پیدا کر دی جاتی ہیں۔

مگر یاد رکھنا چاہئے کہ ولایۃ کا یہ مقام حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ اس سے پہلے انسان صدق سے خدا کی راہوں میں مجاہدہ نہ کرے اور اپنے نفس کی قربانی دے کر اپنی محبت پر مہر نہ کر دے۔ ابراہیمؑ والا معاملہ انسان سے تب ہی ہوتا ہے جب وہ ابراہیمؑ جیسا صدق دکھائے اور مسیحؑ والا مقام تب ملتا ہے جب انسان مسیح کی طرح خدا کی راہ میں عاجزی اور مسکنت اور غربت کی زندگی بسر کرے۔ پس ایمان کے اثرات دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک عاشقانہ رنگ میں اور ایک محبوبانہ رنگ

میں۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ ایمان کے بعد پہلا قدم انسان فنا کی طرف اٹھاتا ہے اور اس کے بعد پھر اسے بقاء اور لقاء کا مقام حاصل ہوتا ہے۔ خدا کا قانون یہی ہے کہ زندگی کے حصول کے لیے انسان کو موت کے دروازہ میں سے گزرنا پڑتا ہے۔

جب ایمان کسی کے دل میں جڑ پکڑ لیتا ہے تو خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے آگے اس کی روح سجدہ میں گر جاتی ہے اور اس کا خوف اسے بدی کے کاموں سے روکتا ہے۔ پھر خدا تعالیٰ کے حسن واحسان کی تجلی سے اس کے دل میں خدا کی ایسی محبت پیدا ہو جاتی ہے جو اس کے رگ وریشہ میں سرایت کر جاتی ہے یہاں تک کہ ان کے وجود کی حقیقت اور ان کی جان کی جان ہو جاتی ہے اور محبوب حقیقی سے ایک عجیب طرح کا پیار ان کے دل میں جوش مارتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللّهِ أَندَاداً يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللّهِ وَالَّذِينَ آمَنُواْ أَشَدُّ حُبًّا لِّلّهِ (البقرۃ۔ آیت ۱۶۵)

یعنی انسانوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ وہ اللہ کے سوا دوسروں کو اپنا مطلوب بناتے ہیں اور خدا کے ساتھ شریک قرار دیتے ہیں اور ان سے اس قسم کی محبت کرتے ہیں جیسی محبت صرف خدا سے ہونی چاہئے اور اسی کا حق ہے لیکن سچے مومن وہ ہوتے ہیں جو ہر چیز سے بڑھ کر خدا سے محبت کرتے ہیں اور ہر ایک وجود پر اسے اختیار کر لیتے ہیں اور جب دیکھتے ہیں کہ دنیا اس حقیقی محبوب کو چھوڑ رہی ہے تو خدا کے لیے ان کے دل میں غیرت جوش مارتی ہے اور وہ خدا تعالےٰ کی ذات سے ایسی محبت کر کے دکھاتے ہیں جس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ ان کی یہ اعلیٰ درجہ کی محبت ثابت کر دیتی ہے کہ اللہ ہی حقیقی محبوب ہے۔ وہ اپنی اس عاشقانہ حالت میں دیوانہ وار خدا کے قرب کو حاصل کرنے کے لیے آگے بڑھتے ہیں اور اس راہ میں اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کرتے اور اس کو خوش کرنے کے لیے اپنی ساری خوشیوں سے دست بردار ہو جاتے ہیں اور اس کی رضا کی خاطر اپنی مرضی چھوڑ دیتے ہیں اور اس کو پانے کے لیے ہر قسم کی تلخی اور درد اور دکھ اور ذلت اور مصیبت کو بخوشی برداشت کرنے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ بھی ان کو آزماتا ہے تا کہ ان کے صدق کی حقیقت دنیا پر کھولے اور مصائب کی آندھیاں ان پر چلتی ہیں اور وہ ہر طرح سے دکھ دیئے جاتے ہیں مگر اس لیے نہیں کہ وہ ضائع کئے جائیں بلکہ اس لیے کہ وہ اور بھی پھلیں اور پھولیں اور ایمان کی برکات میں ترقی کریں پھر جب وہ ہر قسم کے امتحان میں ثابت قدم رہتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی ساری امانتیں اسے واپس کر دیتے ہیں تب انہیں ایک نئی زندگی عطا ہوتی ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ
فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيم (حم السجدۃ۔ آیت ۳۰ تا ۳۲)

یعنی جو لوگ ربّنا اللہ کا دعویٰ کرتے ہیں اور یہ اقرار کرتے ہیں کہ وہی ان کا رب اور ان کا پالنے والا اور ہر حال میں ان کا مقصود و مطلوب ہے اور اسی کو اپنا معبود قرار دینے کے مدعی ہوتے ہیں تو چونکہ اللہ تعالیٰ جو حسن واحسان کا سرچشمہ ہے اور نہیں چاہتا کہ ہر دوں ہمت اور کمینہ اٹھ کر اس کی محبت کا دعویٰ کرنا شروع کر دے۔ اس لیے وہ ایسا دعویٰ کرنے والوں کو آزماتا ہے اور ہر قسم کے ابتلاء میں وہ ڈالے جاتے ہیں تا کہ معلوم ہو کہ وہ اپنے اس دعویٰ میں کہاں تک سچے ہیں لیکن جب ان مصائب کے باوجود خدا کے یہ مومن بندے اس سے تعلق کو نہیں توڑتے اور کسی صورت میں اسے چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہوتے بلکہ اس کی رضاء کی راہوں پر کامل صدق اور استقامت کے ساتھ قدم بڑھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت نہایت جوش کے ساتھ ان کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور ان کا ہو جاتا ہے اور ان کو تسلی دیتا ہے اور ان پر فرشتے نازل کرتا ہے جو خدا کے پیغام اور محبت کے سلام خدا کی طرف سے انہیں پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم ہرگز نہ ڈرو اور غم نہ کرو بلکہ خوش ہو اور بشارت حاصل کرو کہ وہ جنت جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا تھا تمہیں دی جاتی ہے۔ ہم دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی تمہارے دوست ہیں جو تمہارے دل کی مرادیں ہیں وہ تمہیں دی جائیں گی اور جو تم مانگو گے تمہیں ملے گا یہ تمہارے بخشنے والے اور مہربان خدا کی طرف سے تمہاری مہمانی ہوگی۔

یہ استقامۃ تب مکمل ہوتی ہے جب انسان نبی اکرم ﷺ کی پیروی میں کہہ سکے کہ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ کہ میری نمازیں اور میری قربانیاں اور میرا سارا وجود اور اس کی ساری خواہشات اور میرا مرنا اور جینا اور زندگی کا لمحہ لمحہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہو گیا ہے۔ جو سب جہانوں کا رب ہے۔

یہی حقیقی توحید اور یہی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا صحیح مفہوم ہے۔

اب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے سپرد یہ کام کیا ہے کہ وہ دنیا کو زندہ خدا کی طرف بلائیں۔ ظاہر ہے کہ یہ کام محض قیل وقال اور منطقی دلیلوں سے نہیں ہوسکتا۔ انسان آج منطقی دلیلوں کا نہیں بلکہ دل کی تسلی کا محتاج ہے اس لیے ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کی محبت میں فنا ہو کر ایسے وجود بن جائیں جن کو دیکھ کر خدا یاد آتا ہے جو رات کی تنہائی میں خدا سے محبت اور راز کی باتیں کرتے ہیں۔ ان کا یہ سوز و گداز دن کے وقت ان کے چہرے پر حسن اور نور بن کر نکھار پیدا کرتا ہے۔

ایمان کی برکات جن میں سے چند میں نے بیان کی ہیں آں حضرت ﷺ کے سچے متّبعین کا ورثہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
قُلْ إِنْ كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ کہ تو دنیا کو خدا کا یہ پیغام پہنچادے کہ اگر تم واقعی خدا سے محبت کرتے ہو اور اس کا قرب چاہتے ہو تو اس کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ کہ مجھ سے محبت کرو اور میری کامل پیروی اختیار کرو۔ تب تمہارے اندر تمہارے استعدادوں کے مطابق میرا رنگ پیدا ہو جائے گا۔ اور چونکہ میں خدا کو محبوب ہوں اس لیے تم بھی میرا رنگ اختیار کرنے کے نتیجہ میں خدا کے محبوب بن جاؤ گے اور اللہ تمہیں گندی زیست سے بچالے گا۔

دنیا کی کوئی قوم اس میں ہمارا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ دنیا کی سب قوموں کو ہماری طرف سے یہ چیلنج دیا گیا ہے اور بار بار ان کو مقابلہ کے لیے بلایا جاتا ہے مگر کوئی مقابلہ کی جراءت نہیں کرتا۔ عیسائی لوگ جب اس میدان میں خفت اٹھاتے ہیں تو ایک اور پینترا بدلتے ہیں اور اپنی ظاہری طاقت کو اپنی صداقت کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ مگر اسلام کا زندہ خدا فرماتا ہے کہ ان کا یہ غرور بھی توڑ کر رکھ دیا جائے گا اور خدا تعالیٰ ان کے تمدن کو، ان کی صنعت کو اور ان کی حکومتوں کو مٹا کے رکھ دے گا اور اسلام کو جس طرح روحانی میدان میں فتح ہوئی ہے ظاہری طور پر فتح ہوگی اور دنیا میں ایک ہی خدا ہوگا اور ایک ہی کتاب اور ایک ہی رسول۔

مگر اسلام کی فتح کا یہ دن دیکھنے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم خدا کی راہ میں مرنا سیکھیں اور صدق ورزی اور وفا اور استقامت کا وہ نمونہ دکھائیں جو پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہلا دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا لَا تَرَى فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِیَ لَا عِوَجَ لَهُ وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا (طٰہٰ۔ آیت ۱۰۵ تا ۱۰۸)

یعنی وہ پوچھتے ہیں کہ یہ تو بتاؤ کہ تم جو کہتے ہو کہ اسلام غالب آئے گا تو کیا تمہیں مشکلات کے وہ پہاڑ نظر نہیں آتے جو اسلام کی راہ میں حائل ہیں۔ کیا وہ حکومتیں اور وہ فوجیں اور وہ اسلحہ اور وہ ساز و سامان نظر نہیں آتا جو اسلام کو مٹانے کے لیے اور اسلامی صداقتوں کو نابود کرنے کے لیے میدان میں آتی ہیں۔ فرمایا تو ان کو جواب دے کہ ہمارا بھروسہ سامانوں پر نہیں اور نہ ہی اسلام کا غلبہ ظاہری سامانوں سے ہوگا بلکہ یہ سب کچھ خدا کی تجلیات کے نتیجہ میں ہوگا اور جب مومنین اللہ کی راہ میں کامل استقامت کے نمونہ دکھائیں گے۔ ایسی استقامت جو پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہلا دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان سے اسلام کی مدد کے لیے نازل ہوگا اور ان پہاڑوں کو جو اسلام کی راہ میں کھڑے ہیں، اپنی قدرت نمائی اور اپنی قاہرانہ تجلّی سے ریزہ ریزہ کردے گا اور اسلام کی راہ کو ایسا صاف اور ہموار کردے گا کہ اس میں کوئی کجی اور کوئی اونچائی نیچائی باقی نہیں رہے گی اس دن ساری دنیا اس پاک وجود کی پیروی کرے گی جو خدا کی طرف سے نوع انسان کا شفیع بن کر انہیں خدا کی طرف بلانے اور خدا کے آستانہ تک پہنچانے کیلئے آیا ہے اس دن ساری مخالفتیں ختم ہوجائیں گی۔ اور خدائے رحمٰن کی آواز کے مقابل پر یعنی قرآنی تعلیمات کے سامنے سب آوازیں دب جائیں گی اس وقت ایک ہی خدا ہوگا ایک ہی دین ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ اور خدائے ذوالجلال کی حکومت ظاہر طور پر قائم ہوجائے گی اور دنیا اس کی کتاب اور اس کے رسول کے جوئے کے نیچے اپنی گردن دینے پر مجبور ہوجائے گی۔ غرض یہ خدا کا وعدہ ہے جو پورا ہو کر رہے گا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں مگر خدائی وعدوں میں تخلف ممکن نہیں اور جب یہ وعدہ پورا ہوگا تو ثابت ہوجائیگا کہ زندہ خدا وہی ہے جس کی طرف اسلام بلاتا ہے اور زندہ خدا اسلام کے ساتھ ہے۔

---------تمت---------